۵۸۲۶ / ۹۳۷/۶/۳ raaqi'333@ gmail.Com

محترمی جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ بعض اوقات تبلیغی سفر پر جانا ہوتا ہے، جب راستہ میں نماز کا وقت آتا ہے تو عموماً ہوتا یہ ہے کہ مقامی جماعت نکل چکی ہوتی ہے، عام طور پر تو لوگ اپنی نماز پڑھ لیا کرتے ہیں، مگر الحمد للہ تبلیغی بھائی جماعت کی نماز کی اہمیت اور تکبیر اولی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے باقاعدہ اپنی جماعت کراتے ہیں۔

مگر جس مسجد میں دوسری جماعت کروائی جارہی ہوتی ہے اس میں عام طور سے امام اور مؤذن بھی مقرّر ہوتا ہے اور نمازی بھی مقرّر ہوتے ہیں، اگرچہ دو چار ہی ہوں، جیسے پٹرول پمپس کی مساجد۔ اب اس میں ہوتا یہ ہے کہ اس موقع پر ہمارے تبلیغی بھائی دوسری جماعت کرانے کی مختلف توجیہات فرماتے ہیں جو یہ ہیں:

1) مسافرین کے لیے گنجائش ہے اس لیے وہ دوسری جماعت کرا سکتے ہیں۔

2) یہ مسجد چونکہ راستے میں پڑتی ہے اس لیے یہ سفر کی مسجد شمار ہوگی اور اس لیے اس میں دوسری نماز جائز ہے۔

3) یہ مسجد بہت چھوٹی ہے اس لیے اس میں دوسری جماعت ہو سکتی ہے۔

4) امام کے مصلے سے ہٹ کر دوسری جماعت کرانا جائز ہے۔

5) جماعت کی نماز کا ثواب بہت زیادہ ہے، دوسرے یہ کہ چالیس دن تک ایک ساتھ تکبیر اولی کا ثواب جو حدیث میں آیا ہے اس کے حصول کے لیے نماز جماعت سے پڑھنی پڑے گی ورنہ نئے سرے سے تکبیر اولی کا اہتمام کرنا پڑے گا۔

اب شریعت کی روشنی میں واضح فرمایے کہ ان میں سے کسی بات کی وجہ سے جماعت ثانیہ کرانے کی کس قدر گنجائش ہے، اور اگر گنجائش نہ نکلتی ہو اور سارے لوگ جماعت کرانے پر بضد ہو جائیں تو کیا کرنا چاہیے؟

مستفتی: عبدالرحمن بن عبداللہ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۴۲/۱۷۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

اصول یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محلہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے اور کتب فقہ میں مسجدِ محلہ اس مسجد کو کہا گیا ہے جس کا امام و مؤذن مقرر ہو اور وہاں کی جماعت بھی مقرر ہو یعنی اس کے مقتدی بھی متعین ہوں۔ لہٰذا اگر راستہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے وقت پٹرول پمپ وغیرہ کی مساجد اور اسی طرح راستے میں واقع اسٹیشن اور ایئرپورٹ کی مساجد اگر کسی شہر میں ہوں یا ایسی جگہ ہوں جہاں آبادی ہو اور ان مساجد میں امام و مقتدی مقرر ہوں تو ان مساجد میں جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے۔

البتہ اگر مذکورہ جگہوں کی مساجد شہر سے باہر ہوں یا ایسی جگہوں پہ ہوں جہاں آبادی نہ ہو تو اگرچہ ان مساجد میں امام و مؤذن مقرر ہوں اور آس پاس کے چند نمازی بھی مستقل نماز پڑھنے والے ہوں تو ایسی مساجد میں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں، کیونکہ عموماً ان مساجد میں ہر نماز کے وقت جو جماعتیں ہوتی ہیں ان میں اتنی کثرت کے ساتھ مقتدیوں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ ان کو جماعت معلومہ نہیں کہا جاسکتا کہ جس کی بناء پر ایسی مساجد کو مسجدِ محلہ کہا جائے، البتہ ایسی مساجد میں جماعت ثانیہ، جماعت اولی کی ہیئت سے ہٹ کر ادا کرنا بہتر ہے جسکی صورت یہ ہے کہ مسجد میں جس جگہ جماعتِ اولی ہو چکی ہو اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جماعتِ ثانیہ ادا کی جائے اور اگر مسجد سے باہر نماز کی مناسب جگہ ہو تو احتیاط کا پہلو اس میں ہے کہ اس جگہ نماز ادا کی جائے۔ (ماخذہ التبویب بتصرف ۱۲۴۶/۳۰)

الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني – (1 / 134)

أرأيت قوما فاتتهم الصلاة في جماعة فدخلوا المسجد وقد أقيم في ذلك المسجد وصلى فيه فأراد القوم أن يصلوا فيه جماعة بأذان وإقامة قال أكره لهم ذلك ولكن عليهم أن يصلوا وحدانا بغير أذان ولا إقامة لأن أذان أهل المسجد وإقامتهم تجزيهم قلت فإن أذنوا وأقاموا وصلوا جماعة قال صلاتهم تامة وأحب إلى أن لا يفعلوا قلت أرأيت إن كان ذلك المسجد في طريق من طرق المسلمين وصلى فيه قوم مسافرون بأذان وإقامة ثم جاء قوم مسافرون سوى أولئك فأرادوا أن يؤذنوا فيه ويقيموا ويصلوا جماعة قال لا بأس بذلك قلت لم قال لأن هذا المسجد لم يصل فيه أهله إنما صلى فيه أهل الطريق وإنما أكره ذلك إذا كان أهله قد صلوا فيه قلت فإن صلى في هذا المسجد قوم مسافرون ثم جاء أهل المسجد فأذن مؤذنهم وأقام فصلوا فيه ثم جاء قوم مسافرون فأرادوا أن يصلوا فيه جماعة بأذان وإقامة قال أكره لهم ذلك لأن أهل المسجد قد صلوا فيه............................ والله سبحانه و تعالیٰ اعلم

عباد اشرف غفر اللہ لہ	الجواب صحیح	الجواب صحیح
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی	۱۷/۶/۱۴۳۷ھ	محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱۶/جمادی الثانیہ/۱۴۳۷ھ		مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۶/مارچ/۲۰۱۶ء		۱۴۳۷/۶/۱۶ھ
		۲۰۱۶/۱/۲۶ء

دار الافتاء — فتوی نمبر ۲۱/۱۷۹۰ — ۱۹/۶/۱۴۳۷ھ — ۲۸/۳/۲۰۱۶

مفتی